International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

تفسیر زاد المسیر میں امام ابن جوزی کا شعری استشہاد اور معانی قرآن پر اس کے اثرات

Imām Ibn al-Jawzī Approach of Poetry Citation in Tafsīr Zād al-Masīr and its Impacts upon Understanding Meanings of Qur'ān

1. Sajjad Hussain,
Lecturer,
Bahria University Islamabad, Pakistan
Email: phdicp@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-9901-9507

2. Dr. Abdul Hamid,
Lecturer,
Bahria University Islamabad, Pakistan
Email: chishti1960@yahoo.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-8681-5029

To cite this article: Sajjad Hussain and Dr. Abdul Hamid. 2022. "تفسیر زاد المسیر میں امام ابن جوزی کا شعری استشہاد اور معانی قرآن پر اس کے اثرات: Imām Ibn al-Jawzī Approach of Poetry Citation in Tafsīr Zād al-Masīr and its Impacts upon Understanding Meanings of Qur'ān". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 111-125.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 111-125
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-9/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u09
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	01 January 2022

License:	This work is licensed under an
(CC BY SA)	Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This paper intends to highlight the impacts of Arabic poetry to understand the meaning of Qur'ān and understanding its various dimensions as contributed by Imām Ibn al-Jawzī citing verses of poetry in Tafsīr Zād al-Masīr. As greater the understanding of Arabic linguistic, poetry, words and phrases prevailing in that particular culture greater will be the comprehension of Qur'ānic meaning. Poetry within the ethical domain has been venerated by Islam and declared as wisdom. In this study, we may estimate analytically how Ibn al-Jawzī elaborate various directions and guidance in the light of Qur'ānic verses with reference to the poetry citation. This discussion arrived at the conclusion that in Tafsīr Zād al-Masīr scope of

meanings of words and their implications have been extended along with a unique exegetical approach. Ibn al-Jawzī presented exclusive methodology to infer Qur’ānic wisdom contemplating upon the poetry an important linguistic source considering rhetorical and stylistic remarks and literary embellishment what an aesthetic glimpse of Qur’ānic Scripture (naṣ).

Keywords: Imām Ibn al-Jawzī, Zād al-Masīr, Poetry Citation, Meaning of Qur’ān, Impact

1. تعارف

قرآن حکیم اللہ رب العزت کی وہ لاریب اور آخری کتاب ہے جسے معجزہ خالدہ کہا جاتا ہے۔ عرب جن کو اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا ابتداءً انہوں نے نزول قرآن سے انکار کر دیا جس پر انہیں اس کا مثل لانے کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا اور وہ چیلنج تا حال باقی ہے لیکن کوئی فرد واحد بھی اس جیسی ایک آیت تک نہ بنا سکا۔ قرآن کریم کا عام قاری اس کے بلاغی مد و جذر سے کلیۃً ناواقف ہوتا ہے جو قرآن فہمی اور مقاصد وحی کا پہلا زینہ ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ و کلمات کے معانی و تراکیب کی مختلف جہات کا علم اسی کو نصیب ہو گا، جو اسالیب لغت ، محاورات عرب اور اہل زبان کے روز مرہ سے واقف ہو گا۔ قرآن حکیم کی ابتدائی تفاسیر یعنی کتب لغات سے لے کر بعد کے مفسرین تک سبھی اسی روش پر قائم رہے جو پہلوں نے طرح ڈالی تھی یعنی قرآن فہمی بذریعہ لغت عرب۔ اور اس کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ غریب القرآن کی تشریح و تفسیر کے لئے مفسرین نے زمانہ جاہلیت کے شعراء کے کلام کو بالخصوص اور بعد کے عرب شعراء کے کلام کو بالعموم بنیادی ذریعہ کے طور پر اختیار کیا۔ دیگر مفسرین کی طرح امام ابن جوزیؒ بھی اپنی تفسیر زاد المسیر میں اشعار پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں قرآن حکیم کی تفسیر میں شعر کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ امام ابن جوزی کی تفسیر زاد المسیر سے شعری استشہادات کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ جس سے ایک طرف تو تفسیر قرآن میں شعر کی اہمیت واضح ہو گی تو دوسری جانب امام ابن جوزی ہاں شعری استشہاد کا منہج سمجھنے میں مدد ملے گی۔

دین اسلام کی یہ خوبی ہے کہ اس نے علم کی کسی طور بھی مخالفت نہیں کی شعر کا علم بھی ایک اہم علم ہے اور عرب قوم کے شعراء تو زمانہ جاہلیت میں بھی انتہائی عمدہ پیمانے کی شاعری کرتے تھے۔ اُن کی شاعری کے بہترین نمونے جو اس وقت خانہ کعبہ میں آویزاں تھے آج تک عربی زبان وادب کے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے شعر کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:"إنَّ من الشِّعرِ لَحِكمةً" [1] کہ بعض اشعار میں حکمت بھری باتیں ہوتی ہیں۔

شعر کے بارے میں اسلام کا موقف بالکل واضح ہے کہ عمدہ اور حق کے موافق اشعار سے کسی کو انکار نہیں اور جو ناموافق کلام حق بات کے خلاف ہو اس کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لہذا صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین نے فہم قرآن اور اپنی تعلیمات میں اشعار کو اہمیت دی اور ان سے استفادہ وافادہ کا عمل جاری رکھا۔ اسی بنیاد پر ائمہ مفسرین نے بھی تفاسیر میں اشعار کو جگہ دی اور ان سے استشہاد کیا۔

[1] :Bukhari, Imam Muhammad bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Dar Al-Salam, Riyadh, Hadith No. 6145

2. تفسیر زاد المسیر میں شعری استشہاد

امام ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں متعدد مقامات پر اشعار سے استشہاد کیا ہے، ان کے اس اسلوب کو سمجھنے کے لئے ہم ذیل میں متعدد مثالیں ذکر کر رہے ہیں۔

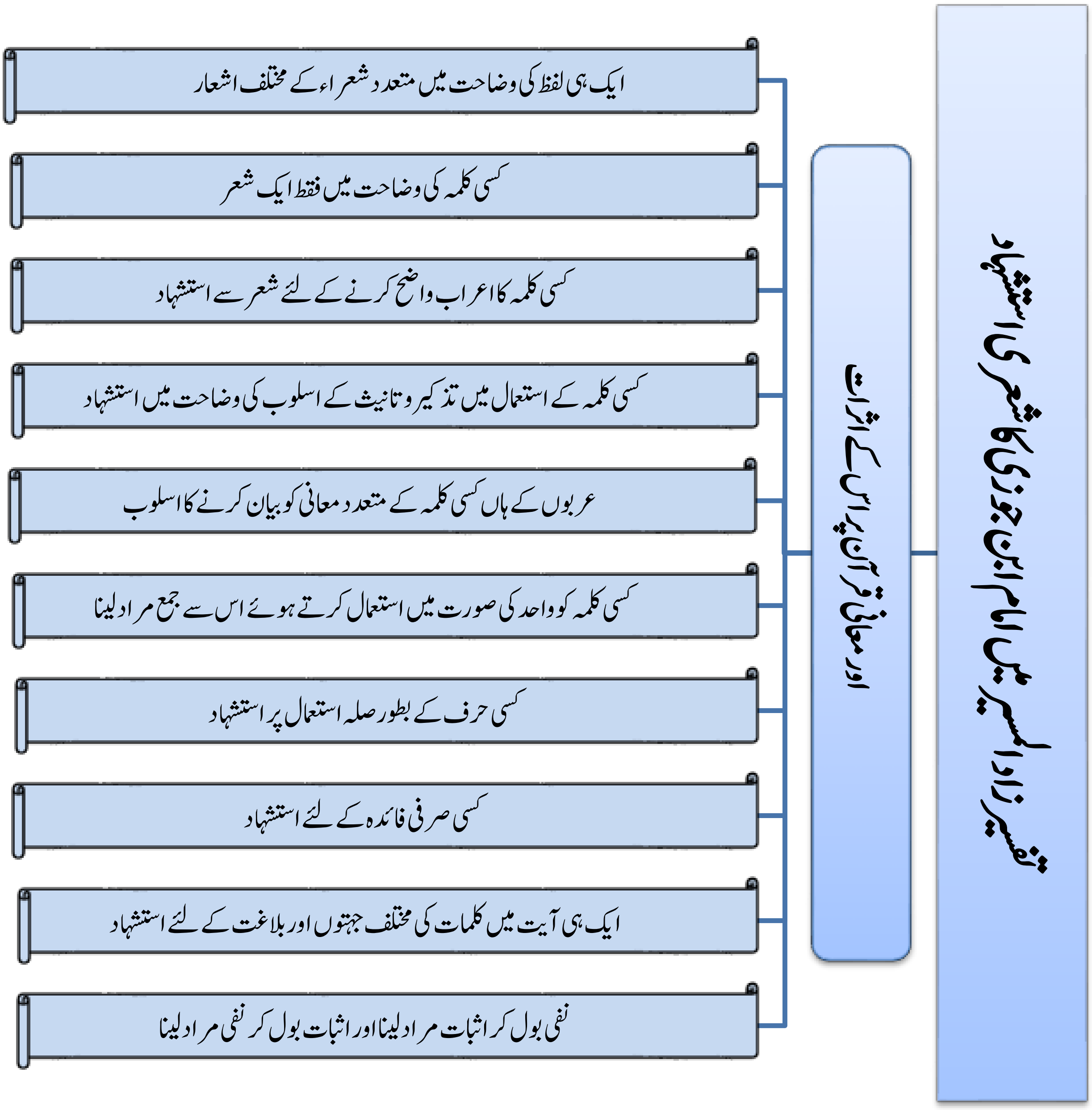

مندرجہ بالا نقشہ میں اختصار سے نشاندہی کی گئی ہے۔ جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

1. ایک ہی لفظ کی وضاحت میں متعدد شعراء کے مختلف اشعار

امام ابن جوزی نے بعض اوقات ایک ہی لفظ کی وضاحت میں متعدد شعراء کے مختلف اشعار بطور استشہاد ذکر کیے ہیں، سورہ بقرہ کی آیت نمبر 97 کی تفسیر میں ہی دیکھیے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ

اس آیت کی تفسیر [2] کرتے ہوئے لفظ جبریل کی وضاحت میں امام ابن جوزی نے کہا ہے کہ کلمہ "جبریل" میں گیارہ لغات ہیں پھر ان کی وضاحت واعراب بیان کرتے ہوئے چار شعراء کے اشعار بھی نقل کیے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

جبريل، بكسر الجيم والراء من غير همز، وهي لغة أهل الحجاز، وبها قرأ ابن عامر، وأبو عمرو.

پھر اس پر ورقہ بن نوفل کے اس شعر سے استشہاد کیا:

وجبريل يأتيه وميكال معهما ...من الله وحي يشرح الصدر منزل[3]

یعنی اس شعر میں لفظ جبریل جیم اور راء کے کسرہ کے ساتھ وارد ہوا ہے جبکہ ہمزہ بھی نہیں ہے جو کہ اہل حجاز کی لغت ہے۔ پھر عمران بن حطان کا یہ شعر بطور استشہاد نقل کیا:

والروح جبريل فيهم لا كفاء له ...وكان جبريل عند الله مأمونا

جس میں لفظ جبریل اسی اعراب کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ پھر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ذکر کیا ہے، امام ابن جوزیؒ نے اس سے بھی لفظ جبریل کی اسی لغت کی وضاحت کے لئے استشہاد کیا ہے۔

وجبريل رسول الله فينا ...وروح القدس ليس له كفاء[4]

تیسری لغت کے بارے میں کہتے ہیں:

والثالثة: «جَبرئيل»: بفتح الجيم والراء، وبعدها همزة مكسورة على وزن: جَبرعِيل، وبها قرأ الأعمش، وحمزة، والكسائي. قال الفراء: وهي لغة تميم وقيس، وكثير من أهل نجد. وقال الزجاج: هي أجود اللغات،

جیم کی زبر اور راء اور ان کے بعد ھمزہ کے نیچے زیر، اعمش حمزہ اور کسائی نے اسی طرح پڑھا ہے۔ جو کہ بنو تمیم، قبیلہ قیس اور اکثر اہل نجد کی لغت ہے جبکہ زجاج کہتے ہیں یہ سب سے بہترین لغت ہے۔

اس کے بعد امام ابن جوزی جریر کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عبدوا الصليب وكذّبوا بمحمدٍ ...وبجبرئيل وكذّبوا ميكالا[5]

---

[2] :Ibn Jawzi, Imam Abu al-Faraj Jamal al-Din Abdul Rahman 597 AH, Zad al-Masir, p.77, Dar Ibn Hazm, Beirut, Lebanon
[3] :Jamal Al-Din Abi Abdullah Muhammad bin Al-Hassan, The Unique Pearls, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, 2/43
[4] :Zad al-Masir, p.77 ، Hassan Bin Thabet, The Proof of Readings in the Book of Hajj Al-Qira'at, by Abi Zara'a, p. 233
[5] :Dr. Shawqi Zaif, History of Arabic Literature, Dar Al-Ma'arif, Cairo, 20th Edition, 2/256

یعنی اس شعر میں بھی کلمہ جبرئیل ہی وارد ہوا ہے جو اس لغت کی تائید کرتا ہے۔

اسی اسلوب کی دوسری مثال ملاحظہ ہو۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 40 ﴿يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ﴾ [6] کی تفسیر میں لفظ اسرائیل کی لغات کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ امیہ بن الصلت کے مطابق اس کی لغت اسرال بھی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

إنني زارد الحديد على النا ...س دروعاً سوابغ الأذيال

لا أرى من يعينني في حياتي ... غير نفسي إلا بني إسرال [7]

اور اسرائین کے تلفظ پر استشہاد پر حسب ذیل شعر لے کر آئے جو کہ ایک اعرابی نے گوہ کا شکار کرنے کے بعد کہا جب وہ شکار گھر لے کر آیا:

يقول أهل السوق لما جينا: ...هذا ورب البيت إسرائينا [8]

یعنی گوہ کو اس نے اس قوم اسرائیل سے گردانا جن کو اللہ نے مسخ کر دیا تھا۔

2. کسی کلمہ کی وضاحت میں فقط ایک شعر

بعض اوقات امام ابن جوزی ایک آیت کے کسی کلمہ کی وضاحت میں فقط ایک شعر ذکر کرتے ہیں جس کی مثال سورہ آل عمران کی آیت نمبر 64 ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ کی تفسیر کے دوران كَلِمَةٍ سَوَاءٍ کی وضاحت کرتے ہوئے امام زجاج سے اس کا معنی نقل کیا [9] اور اس پر اس شعر سے استشہاد کیا چنانچہ لکھتے ہیں: "سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قال الزجّاج: يعني بالسّواء العدل، وهو من استواء الشيء، ويقال: للعدل سواء وسواء". [10]

أروني خطّة لا ضيم فيها ...يسوّي بيننا فيها السّواء

فإن تركا السّواء فليس بيني ...وبينكم بني حصن بقاء[11]

---

[6] :Zād al-Masīr, P. 57

[7] :Diwan Umayya bin As-Salat, P. 51, Taj-ul-Arus, 38/275 and Kashful Mushkil min Al-Sahehain, Ibn Jawzi, 3/179

[8] :Al-Qali, Abu Ali Ismail bin Al-Qasim, Al-Amali Lil Al-Qali, 2/44,

(القراآت عند ابن جریر الطبری میں محقق نے پہلے مصرعے میں اھل السوق کی بجائے ربُّ السوق، لکھا ہے اور حاشیہ میں امام فراء کی روایت سے یہ مصرعہ بھی درج کیا ہے۔ دیکھیے: القراءات عند ابن جرير الطبري في ضوء اللغة والنحو، احمد خالد بابکر، جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ، ص 715)

[9] :Zād al-Masīr, P. 296

[10] :Zād al-Masīr, P. 200

[11] :Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, p. 89, Sharh Diwan Zuhair, P. 145 ,

یہ شعر زہیر بن ابی سلمی کا ہے۔ ابو العباس ثعلب، **شرح دیوان زهير بن أبي سلمى**، تحقیق، ڈاکٹر حنا نصر الحتی

اسی اسلوب کی دوسری مثال سورہ النساء کی آیت نمبر 71 میں ملاحظہ کیجیے :﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعاً﴾ [12] اس آیت کی تفسیر میں لفظ " ثُباتٍ "کی وضاحت میں لکھتے ہیں:" وقال الزجاج: «الثباتُ» : الجماعات المتفرّقة" کہ زجاج نے ثبات کا معنی متفرق جماعتیں کیا ہے پھر اس پر زہیر کا یہ شعر استشہاد کے لئے پیش کرتے ہیں۔

وقد أغدُوا على ثُبَةٍ كِرامٍ ...نَشَاوى واجدين لما نشاء [13]

یعنی اس شعر میں زہیر بن ابی سلمی نے بھی ثُبَةٍ كِرامٍ سے معزز جماعت مراد لیا ہے جس سے اس تفسیر کو تقویت ملتی ہے۔

اس کی تیسری مثال سورہ قمر کی آیت نمبر 54 ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ﴾ کی تفسیر میں لفظ نھر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ويقال: النَّهَر: الضِّياء والسَّعة، من قولك: أَنْهَرْتُ الطعنة: إذا وسَّعْتَها" [14]

کہاجاتا ہے کہ النَّهَر کا مطلب ہے الضِّياء والسَّعة روشنی اور وسعت، جیسے آپ تیر آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں :" أَنْهَرْتُ الطعنة" پھر اس پر قیس بن الخطیم کا یہ شعر استشہاد کے لئے ذکر کیا۔

مَلَكْتُ بها كَفِّي فأَنْهَرْتُ فَتْقَهَا ...يَرَى قائمٌ مِنْ دُونِها ما وراءَها [15]

امام ابن جوزیؒ نے یہاں فأَنْهَرْتُ کے لفظ سے استشہاد کیا ہے۔ یعنی میں نے نیزے سے اس کے پیٹ کو کھول دیا گویا کہ اس کلمہ کا استعمال یہاں وسعت کے معنی کے لئے ہے، پھر امام موصوف لکھتے ہیں کہ میری رائے میں یہ امام ضحاک کا قول ہے۔

3. کسی کلمہ کا اعراب واضح کرنے کے لئے شعر سے استشہاد

بعض اوقات کسی کلمہ کا اعراب واضح کرنے کے لئے شعر سے استشہاد کرتے ہیں چنانچہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 27 ﴿تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: فرمان باری تعالیٰ" وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ "امام ابن کثیر، أبو عمرو، ابن عامر، اور ابو بکر نے امام عاصم سے یاء کے سکون کے ساتھ قرات کی ہے"وتخرج الحي من الميْت وتخرج الميْت من الحيّ"۔

صرف اسی آیت میں ہی نہیں بلکہ دیگر آیتوں میں جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوا ہے سبھی مقامات پر اسی طرح پڑھا ہے جیسے «لبلد ميت» [1] ، أَوَمَنْ كانَ مَيْتاً [2] ، وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً [3] ، والْأَرْضُ الْمَيْتَةُ [4] - جبکہ امام نافع، حمزۃ، اور کسائی نے شدّ کے ساتھ پڑھا ہے: وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ولِبَلَدٍ مَيِّتٍ وإِلى بَلَدٍ مَيِّتٍ [5] ، اور امام حمزۃ، اور کسائی نے ان حروف کے علاوہ باقیوں کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے. جبکہ نافع نے ان جگھوں پر شد سے پڑھا ہے «أومن كان ميّتاً»، و «الأرض الميّتة»، و «لحم

---

12 :Zād al-Masīr, p. 299

13 :Dewan Zuhair bin Abi Salami, with commentary by Professor Ali Hassan Faour, Dar Al-Kitab Al-Alamiya Beirut, Lebanon, 1988, P.17, Meanings of the Qur'an and the Eirabs, for the Zajjaj.

14 :Zād al-Masīr, P.1375.

15 :Diwan Qais Bin Al Khatim, P. 46, Diwan al-Adab, 2/301.

أخيه ميّتا» [6] ، اور جو چیز مری نہیں اس کو سارے قرآن میں مخفف پڑھا ہے۔ ابو علی کا کہنا ہے کہ اصل تو شدّ ہی ہے جبکہ مخفف اس سے محذوف ہے کیونکہ اس باب میں مرنے والی اشیاء اور نہ مرنے والی دونوں برابر ہیں جیسا کہ عربوں کا شعر ہے:

ومنهل فيه الغراب مَيتُ...سَقيتُ مِنه القومَ واستقيت [16]

پھر عدی بن الرعلاء کا یہ شعر بطور شاہد ذکر کرتے ہیں جس میں میت یاء کی جزم وسکون کے ساتھ اور میّت یاء کی تشدید کے ساتھ وارد ہوا ہے جس سے یہ دونوں قراتیں معلوم ہوتی ہیں۔

ليسَ مَن ماتَ فاستراحَ بميتٍ...إنما المَيْتُ ميّت الأحياء [17]

اس شعر میں مرنے والے کی موت کی نفی کر دی گئی ہے جبکہ جو زندہ ہے لیکن دل و نگاہ مردہ ہے اسے میّت قرار دیا ہے جبکہ امام ابن جوزی نے لفظ میت کے لئے یہ شعر ذکر کیا ہے۔

4. کسی کلمہ کے استعمال میں تذکیر و تانیث کے اسلوب کی وضاحت

بعض اوقات کسی کلمہ کے استعمال میں تذکیر و تانیث کے اسلوب کی وضاحت میں استشہاد کرتے ہیں چنانچہ سورہ کہف آیت نمبر 33 ﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئاً وَفَجَّرْنَا خِلالَهُمَا نَهَراً﴾ [18] کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "والعرب قد تفعل ذلك أيضاً في «أي» فيؤنّثون ويذكّرون، قال الله تعالى: وَما تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، ويجوز في الكلام «بأية أرض» ، وكذلك فِي أَيِّ صُورَةٍ ما شاءَ رَكَّبَكَ، ويجوز في الكلام «في أيّة» [19]

یعنی عرب کلا کی طرح آیّ میں بھی تذکیر و تانیث دونوں استعمال کرتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا دو آیات قرآنیہ کی مثالوں سے واضح ہو رہا ہے۔ اس پر پھر بشر بن ابی خازم کا یہ شعر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

بأى بلاءٍ أم بأيَّة نعمةٍ...تقدَّم قبلي مسلمٌ والمهلَّب [20]

جس میں ابو خازم نے ایّ اور ایّۃ دونوں کا استعمال کیا ہوا ہے۔ یعنی امام ابن جوزی کا استشہاد یہ ہے کہ آیت میں کلمہ ایّ کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے جو کہ اہل عرب کے ہاں رائج تھا۔ جیسا کہ ان کے شاعر ابو خازم کے اس شعر سے معلوم ہوا۔

---

[16]: امام ابن جوزی نے یہ شعر بغیر کسی نسبت کے ذکر کیا ہے۔ بعض اہل علم نے اسے عجاج، اور کچھ نے ابو محمد الفقعسی اور بعض نے حذلمی کی طرف منسوب کیا ہے دیکھیے:
Samat Al-Laali in Sharh Amali Al-Qali, Abu Obaid Al-Bakri, pg. 1/201.

[17]: یہ شعر بھی زاد المسیر میں کسی کی طرف منسوب نہیں کیا گیا، محققین نے اس کی نسبت عدی بن الرعلاء الغسانی کی طرف کی ہے، دیکھیے: سمط اللآلی فی شرح امالی القالی، ابو عبید البکری ص144، یاقوت الحموی نے معجم الادباء میں اس کی نسبت صالح بن عبد القدوس کی طرف کی ہے دیکھیے: معجم 12/ 9، اسی طرح بحتری نے بھی حماسہ میں ان اشعار کی نسبت صالح بن عبد القدوس کی طرف ہی کی ہے. دیکھیے حماسہ: ص214، جبکہ ثعالبی نے یتیمۃ الدھر میں اس شعر کی نسبت احمد بن محمد بن عبد ربہ کی طرف کی ہے دیکھیے:
Yatima Al-Dahr 2/91, Edited by Muhammad Muhi Al-Din Abdul Hamid.

[18] : Zād al-Masīr, P. 851

[19] : Zād al-Masīr, P. 851

[20]: امام ابن جوزی نے اس شعر کو بھی بغیر کسی نسبت کے ذکر کیا ہے، یہ شعر محققین کے نزدیک عبید اللہ بن حر الجعفی کا ہے جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مصعب ابن زبیر کو ڈانٹتے ہوئے یہ شعر کہا، دیکھیے:
kitab albarsan w aleirjan w aleumyan w alhawlan, liljahizi, daraljayl biyrut, Pg. 517, Tareekh a Tibri, 162/4, Alkamil fittareekh, 81/4, & Kitab ul Fotooh, Ahmad bin Aasam alkofi.

5. عربوں کے ہاں کسی کلمہ کے متعدد معانی کو بیان کرنے کا اسلوب

بعض اوقات کسی کلمہ کے عربوں کے ہاں متعدد معانی کے استعمال کو بیان کرتے ہوئے شعر کو دلیل بناتے ہیں دیکھیے سورہ انفال کی آیت نمبر 58 ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ﴾ کی تفسیر میں لفظ سَواءٍ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"وفي قوله تعالى: فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ أربعة أقوال: أحدها: فألقِ إليهم نقضك العهد لتكون وإياهم في العلم بالنّقض سواء، وهذا قول الأكثرين، واختاره الفراء، وابن قتيبة، وأبو عبيدة. والثاني: فانبذ إليهم جهراً غير سرٍّ، ذكره الفراء أيضاً في آخرين. والثالث: فانبذ إليهم على مهل، قاله الوليد بن مُسلم. والرابع: فانبذ إليهم على عدل من غير حيف." [21]

کہ سواء کے یہاں چار معانی بیان کیے گئے ہیں، عہد شکنی کی برابری، سرعام کھلم کھلا، سکون آرام دھیرے سے، برابری کے ساتھ، اس کے بعد اس شعر سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاضْرِبْ وُجُوهَ الغُدُرِ الأعدَاءِ ... حتّى يُجِيبُوكَ إلى السَّواءِ [22]

یعنی اس شعر میں کلمہ سواء سے مراد برابری ہے۔

6. کسی کلمہ کو واحد کی صورت میں استعمال کرتے ہوئے اس سے جمع مراد لینا

عربوں کا اسلوب ہے کہ بعض اوقات کسی کلمہ کو واحد کی صورت میں استعمال کرتے ہوئے اس سے جمع مراد لیتے ہیں سورہ بقرہ آیت نمبر 257 ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[23] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"الطّاغوت هاهنا: واحد في معنى جماعة، وهذا جائز في اللغة إذا كان في الكلام دليل على الجماعة".

لفظ طاغوت یہاں واحد ہے مگر جمع کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور عربی لغت میں یہ جائز ہے کہ جب دوران کلام اس کے جمع ہونے کی دلیل موجود ہو۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

بها جِيَفُ الحَسْرَى فأمّا عِظامُها ... فبِيضٌ وأمّا جلدها فصليب[24]

---

[21] : Zād al-Masīr, pg. 559
[22] : Zabyan bin Ammarah Al-Taymi, Research on the Origin of History among the Arabs, P. 248 Akkar Abdul Aziz Al-Douri, Maktabah Obeikan
[23] :Zād al-Masīr, P. 158
[24] : Explanation of the Book of Sibawayh by Abu Saeed al-Sirafi, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, P. 101
(یہ شعر علقمہ بن عبدہ بن ناشرہ کا ہے جو زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے امرؤالقیس کا ہم عصر ہے)

یعنی شاعر نے لفظ جلد واحد استعمال کیا ہے جبکہ یہ یہاں جمع کے معنی میں ہے۔ دوسرے مقام پر سورہ النساء کی آیت 69

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقاً﴾ [25] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" وَحَسُنَ أُولئِكَ رَفِيقاً قال الزجاج: «رفيقاً» منصوب على التمييز، وهو ينوب عن رفقاء" یعنی یہاں لفظ رفیق واحد ذکر کیا ہے اور جمع یعنی رفقاء کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ شاعر کا کلام ہے اور اسی مذکورہ بالا شعر سے استشہاد کیا ہے:

بِها جِيَفُ الْحَسْرَى فأَمّا عظامُها ... فبيضٌ وأَمّا جلدُها فصليب

تیسرے مقام سورت آل عمران آیت نمبر 64 ﴿قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلا يَتَّخِذَ بَعْضُنا بَعْضاً أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" أن المراد بالكلمة: كلمات، فاكتفى بالكلمة من كلمات " کہ لفظ کلمہ اگرچہ مفرد وارد ہوا ہے لیکن جمع یعنی کلمات کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پھر اس پر علقمہ بن عبدۃ کا یہی شعر ہے بطور دلیل ذکر کرتے ہیں:

بها جيف الحسرى فأمّا عظامها ... فبيض وأمّا جلدها فصليب

چوتھے مقام پر سورۃ القمر آیت نمبر 54 ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ قال الزجّاج: المعنى: في جنّات وأنهار، والاسم الواحد يَدُلُّ على الجميع، فيجتزأ به من الجميع".[26] یہاں امام ابن جوزی نے " أنشد سيبويه والخليل" کہہ کر کہ یہ شعر سیبویہ اور خلیل نے بیان کیا ہے مصدر کا مجمل تعین کیا ہے اور شعر یہی ذکر کیا ہے:

بِها جِيَفُ الْحَسْرَى، فأَمّا عِظامُها ... فَبِيضٌ وأَمّا جِلْدُها فَصَلِيبُ

معلوم ہوا کہ امام ابن جوزی نے ایک ہی شعر سے چار متعدد مقامات پر استشہاد کیا ہے یہ اسلوب عربی زبان کی وسعت کے ساتھ ساتھ امام ابن جوزی کی وسعت فہم کا بھی پتہ دیتا ہے۔

7. کسی حرف کے بطور صلہ استعمال پر استشہاد

سورۃ المعارج کی آیت نمبر 1 کی تفسیر میں لفظ سأل کی قراآت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جس نے اسے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اس کے نزدیک اس میں تین اقوال ہیں:

أحدها: دَعَا دَاعٍ على نفسه بعذابٍ واقعٍ. والثاني: سأل سائل عن عذابٍ واقعٍ لمن هو؟ وعلى من يَنْزِل؟ ومتى يكون؟ وذلك على سبيل الاستهزاء، پھر فرماتے ہیں "فتكون الباء بمعنى "عن" ، کہ "باء" یہاں "عن" کے معنی میں ہے اس پر

[25] :Zad al-Masir, P. 200
[26]: Zād al-Masīr, P.1375

علقمہ کا یہ شعر بطور دلیل پیش کیا ہے:

فَإِنْ تَسْأَلُونِي بِالنّساء فإنّني... خبير بأدواء النّساء طبيب [27]

اسی طرح سورہ الفرقان آیت نمبر 59 کی تفسیر میں بہ کی وضاحت کے دوران لکھتے ہیں: قوله تعالى: فَسْئَلْ بِهِ خَبِيراً، و «به» بمعنى: «عنه» ، یعنی یہاں بھی باء، عن کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس پر بھی علقمہ کا مذکورہ شعر دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلُونِي بِالنّساء فإنّني... خبير بأدواء النّساء طبيب

8. کسی صرفی فائدہ کے لئے استشہاد

بعض اوقات صرفی فائدہ جس میں ابواب کے استعمال کا اسلوب واضح کرنا مقصود ہو تو امام ابن جوزی وہاں بھی شعر سے استشہاد کرتے ہیں چنانچہ ﴿الَّذِينَ اسْتَجابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ ما أَصابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ کی تفسیر میں سبب نزول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں [28] کہ اس آیت کے دو سبب نزول ہو سکتے ہیں پھر دونوں روایتیں بیان کرنے کے بعد استجابوا کے معنی کی وضاحت کے لئے کعب بن سعد کا شعر استشہاداً پیش کرتے ہیں:

وداعٍ دعا يامن يجيب إلى الندى... فلم يستجبه عند ذاك مجيب [29]

یعنی استجابت کا معنی یہاں اجابت و قبولیت ہے۔ دوسری جگہ سورہ البقرہ آیت نمبر 17 ﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ ناراً فَلَمَّا أَضاءَتْ ما حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُماتٍ لا يُبْصِرُونَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اسْتَوْقَدَ میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ سین زائدہ ہے پھر اس پر یہی شعر دلیل کے طور پر ذکر کرتے ہیں:

وداعٍ دعا يامن يجيب إلى الندى... فلم يستجبه عند ذاك مجيب [30]

یعنی فلم يستجبه سے مراد ہے فلم يجبه، اور یہ جمہور علماء کا اختیار کردہ قول ہے جیسے اخفش اور ابن قتیبہ۔

سورۃ الطارق آیت نمبر 7 ﴿يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرائِبِ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وفي «الترائب» ثلاثة أقوال: أحدها: أنه موضع القلادة. قاله ابن عباس. قال الزجاج: قال أهل اللغة أجمعون: التّرائب: موضع القلادة من الصّدر" [31]

کہ ترائب میں تین قول ہیں پہلا قول یہ کہ اس سے مراد قلادہ یعنی ہار کی جگہ ہے جس پر سب اہل لغت کا اجماع ہے۔ پھر امام ابن جوزی نے اس لغت کے اثبات پر امرؤالقیس کے شعر سے استشہاد کیا ہے۔

---

[27] :Al-Adab Al-Shari'ah, Ibn Mufleh Al-Maqdisi, Al-Risalah Foundation, Beirut, 3/84

یہ شعر علقمہ بن عبدہ کا ہے جبکہ تفسیر قرطبی (15/458) میں امرؤالقیس کی طرف منسوب ہے۔ اور درست بات یہ ہے کہ یہ علقمہ کا ہے.

[28] : Zād al-Masīr, P. 241

[29]: یہ شعر کعب بن سعد الغنوی کا ہے جس میں وہ اپنے بھائی ابوالمغوار کا مرثیہ بیان کر رہا ہے، دیکھیے

Al-Amaali, 147/2, Al-Masaail-e-Askaria lilfarsi, pg. 155

[30] :Zād al-Masīr, P. 44

[31] :Zād al-Masīr, P.1535

مُهَفْهَفَةٌ بَيْضَاءُ غَيْرُ مُفَاضَةٍ ... تَرَائِبُهَا مَصْقُولَةٌ كَالسَّجَنْجَلِ [32]

9. ایک ہی آیت میں کلمات کی مختلف جہتوں اور بلاغت کے لئے استشہاد

بسا اوقات ایک ہی آیت کے دوران مختلف جہتوں اور متعدد الفاظ کی وضاحت کے لئے کئی اشعار بطور استشہاد ذکر کر جاتے ہیں، جیسا کہ سورہ البقرۃ کی آیت نمبر 23 ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ کی تفسیر میں لفظ سورۃ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

ألم تر أن الله أعطاك سُورة ... ترى كل مَلْك دونها يتذبذب [33]

"والسورة في هذا البيت: سورة المجد، وهي مستعارة من سورة البناء. وقال ابن الأنباريّ: قال أبو عبيدة: إنما سُميت السورة سورة لأنه يرتفع فيها من منزلة إلى منزلة، مثل سورة البناء. معنى: أَعطاك سورة، أي: منزلة شرف ارتفعت إليها عن منازل الملوك. قال ابن القاسم: ويجوز أن تكون سميت سورة لشرفها، تقول العرب: له سورة في المجد، أي: شرف وارتفاع" یعنی لفظ سورۃ ارتفاع اور بلندی اور عزت وشرف کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ نابغہ کے شعر میں استعمال کیا گیا ہے۔

پھر اسی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں ﴿وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ میں وَادْعُوا کے بارے دو قول بیان کیے ہیں ایک یہ کہ اس کا معنی ہے .استعینوا جو کہ المعونة، اور یہ سدیؒ اور امام فراء کا قول ہے۔ جبکہ دوسرا معنی ہے استغیثوا، جو کہ الاستغاثة، سے ہے، یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔[34] جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

فلما التقت فرساننا ورجالهم ... دعوا يال كعب واعتزينا لعامر [35]

یعنی اس شعر میں بھی "دعوا "استغیثوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جو اس تفسیر کی دلیل ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت 210 ﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ﴾ کی تفسیر میں وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ کی وضاحت کرتے ایک ممکنہ اعتراض ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فكأن الأمور كانت إلى غيره؟ فعنه أربعة أجوبة: أحدها: أن المراد به إعلام الخلق أنه المجازي على الأعمال بالثواب والعقاب، قاله الزجاج. والثاني: أنه لما عَبَدَ قومٌ غيره، ونسبوا أفعاله إلى سواه، ثم انكشف الغطاء يوم القيامة ردوا إليه ما أضافوا إلى غيره. والثالث: أن العرب تقول: قد رجع عليّ من فلان مكروه: إذا صار إليه منه مكروه، وإن لم يكن سبق".

---

[32] : Diywan amrualiqys, tahaquyq : muhamad abu alfadl abrahim, dar almaearif , pg 15 , tahrir altahbir fi sinaeiة alshier walnathr wabayan aejaz alquran ,abn aby asbae, pg 162 , maeaniy alquran ,llzajaji, 5/312

[33] : Nabgha Zbyani, Diwan, p. 28, Mazaaj ul Qur'an 1/20, Al-Tarjumaan un Gharib al-Qur'an, Abu al-Mahasin Abd al-Baqi, Maktaba al-Bayan, Taif, p. 246, Qassas ul Arab, Ibrahim Shams al-Din, Dar al-Kutub al-'Ilmiyya, Beirut, 2/391

[34] :Zād al-Masīr, P.49

[35]: یہ شعر عبید بن الابرص کا ہے جو کہ جاہلی شعراء میں سے ہے اور امرؤالقیس کا ہم عصر ہے دیکھیے: ابو عبید قاسم بن سلام الھروی، غریب الحدیث، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1/ 181، دیوان عبید بن الابرص، ص 28 جبکہ الکتاب لسیبویہ 2/ 380 میں سیبویہ نے اس کی نسبت راعی النمیری کی طرف کی ہے۔ لسان العرب، ابن منظور، 15/ 53 مادہ (عزا)، غریب الحدیث، ابو اسحاق الحربی، 5/ 921، تھذیب اللغۃ، 2/ 304 (باب العین والزای)، دیوان نمیری، ص 134، اور تفسیر زاد المسیر کے محقق نے بھی اس کی نسبت نمیری کی طرف ہی کی ہے۔ اور یہی درست معلوم ہوتی ہے۔

پھر اس تیسرے جواب کی دلیل کے طور پر اس شعر سے استشہاد کرتے ہیں جو کہ ابن الانباری نے اختیار کیا ہے،

فانْ تكنِ الأَيَّامُ أحسنَّ مرّةً...إليّ فقد عادت لهنّ ذنوب [36]

اسی سے ملتا جلتا قول لبید کا بھی ہے:

وما المرءُ إلا كالشهاب وضوئه...يحور رمادا بعد إذ هو ساطع [37]

شاعر کے کہنے کا مقصد ہے کہ انسان رماد ہو جاتا ہے نہ کہ پہلے سے رماد (راکھ) ہوتا ہے۔ اور یہی مفسر کا استشہاد بھی ہے۔

امام ابن جوزی نے یہاں بلاغی اسلوب کے استشہاد کے لئے شعر کا سہارا لیا ہے اور عربوں کے اسلوب کلام اور محاورہ سے آگاہ کیا ہے نہ کہ کسی لفظ کے معنی کو بیان کرنے کے لئے۔ یعنی ضروری نہیں کہ ایک کام پہلے سے ہو تو اس کے بعد کسی اور طرف رجوع کرے بلکہ نئے سرے واقع ہونے والے کام کے لئے بھی ایسا اسلوب بیان اختیار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر بھی اسی اسلوب کی وضاحت کرتا ہے۔

تلك المكارم لا قعبان من لبنٍ...شيبا بماء فعادا بعد أبوالا [38]

یعنی شاعر نے عاد کا لفظ نئے واقع ہونے والے کام کے لئے استعمال کیا ہے جس کا وجود پہلے نہ تھا لہذا ثابت ہوا کہ تمام امور کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا مطلب یہ ہے کہ تمام امور اسی کے قبضہ قدرت میں ہوں گے۔

پھر سورہ الاعراف کی آیت نمبر 88 ﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمان باری تعالیٰ " أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"فان قيل: كيف قالوا: «لتعودن»، وشعيب لم يكن في كفر قطّ، فيعود إليه؟ ففيه جوابان: أحدهما: أنهم لما جمعوا في الخطاب معه من كان كافراً، ثم آمن، خاطبوا شعيباً بخطاب أتباعه، وغلّبوا لفظهم على لفظه، لكثرتهم، وانفراده. والثاني: أن المعنى: لتصيرُنّ إلى ملتنا فوقع العَود على معنى الابتداء، كما يقال: قد عاد عليّ من فلان مكروه، أي: قد لحقني منه ذلك وإن لم يكن سبق منه مكروه. پھر مذکورہ الصدر شعر بطور دلیل پیش کیا جس سے یہ استدلال کیا کہ شعیب علیہ السلام فی الواقع کبھی بھی کفر پر نہ تھے یہ صرف اسلوب کلام ہے۔

36: یہ شعر کعب سعد الغنوی کا ہے، دیکھیے:
Al-Akhfash, Kitab ul Ikhtiyaraen, pg. 753, Jama`at Al-Asha`ar Al-Arab, Ibn Khattab Al-Qurashi 2/708, Diwan Al-Maani, Abu Hilal Al-Askari, 2/179, Al-Sharif Al-Murtada, Al-Amali, Matbaa Al-Sa`ad, Cairo, 1/43, Al-Wajeez, 2/428

37 : Diywan libayd ,pg 169 , almuejam almufasal fi tafsir gharayb alquran alkarim , Dr muhamad altuwnjiy ,pg 147 , hamas albahtaruy ,pg 84 -

38 :Al-Maqrizi, Taqi al-Din, Amta` al-Asma`, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 11/334.
،میں پہلا مصرعہ یوں درج ہے (هذي المَفاخِرُ لا قَعْبانِ من لَبَنٍ) الشعر والشعراء، ص469، العقد الفرید، 2/23، دیوان نابغہ الجعدی، ص112۔

10. نفی بول کر اثبات مراد لینا اور اثبات بول کر نفی مراد لینا

عربی زبان ولغت کا اسلوب ہے کہ نفی بول کر اثبات مراد لینا اور اثبات بول کر نفی مراد لینا امام ابن جوزی نے اس کی جو مثالیں ذکر کی ہیں ملاحظہ ہوں چنانچہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 20 ﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ " کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ يَكَادُ، یقارب کے معنی میں ہے اور یہ ایسا کلمہ ہے کہ جب مثبت لکھا جائے تو منفی کا معنی دیتا ہے اور جب نفی میں ہو تو فعل کو مثبت بنا دیتا ہے۔ اس پر استشہاد کرتے ہوئے یہ شعر ذکر کیا:

أنحوي هذا العصر ما هي كلمة ... جرت بلساني جرهم وثمود[39]

إذا نفيت والله يشهد أثبتت ... وإن أثبتت قامت مقام جحود

اس شعر کو امام ابن جوزی نے محض اپنی بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے آیت کے کسی کلمہ کی وضاحت کے لئے نہیں۔ اس کے بعد نفی کی صورت میں وارد ہو کر اثبات کے معنی دینے کی مثالیں ان آیات میں ہیں: ﴿ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثاً ﴾ ، وقوله: ﴿إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا﴾ ، ومثله: ﴿وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴾ ، اور اثبات کی صورت میں وارد ہو کر نفی کے معنی دینے کی مثالیں ان آیات میں ہیں: ﴿يَكَادُ الْبَرْقُ وَيَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ﴾ و ﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ﴾

پھر اس پر ذوالرمہ کا یہ شعر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

ولو أن لقمان الحكيم تعرضت ... لعينيه ميّ سافراً كاد يبرق [40]

اسی طرح درج ذیل شعر میں ذوالرمہ نے اس کلمہ (يبرح) کو منفی کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

اذا غيّر النأي المحبين لم يكد ... رسيس الهوى من حبِّ ميّة يبرح [41]

یعنی شاعر کی يبرح کے کلمہ سے مراد ہے (لم يبرح).

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 29 ﴿إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "أُريد أن لا تبوء بإثمي وإثمك، فحذف «لا» "یعنی یہاں لا حذف کر دیا جیسا کہ اس آیت میں لا حذف کر دیا ﴿ وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ﴾ یعنی " أن لا تميد بكم "اسی طرح امرؤ القیس کا شعر ہے:

39: یہ شعر ابو العلاء المعری کا ہے، دیکھیے:
Sharh alshawaهd alshaeray327/1 , sharh alkafiat alshaafiat 1/ 467, wamughaniy allabib 6/ 583, wahame alhawamie 1/ 482, washarh al'ashmunii mae hashiat alsiban 1/ 268, 269.

40: یہ شعر ذوالرمہ کا ہے دیکھیے:
Abn manzurin, lisan alearabi, dar alfakr biyrut , 4/11 (birq) , diywan dhualrum479 ه , taj alearus 25/40 (biriq)

41 : Ashsawahid a Sharriy, 1/243, Khazana Al-Adab, lil-Baghdadi, 3/367, Airabs Qur’an, Al-Asfahani, Maktaba Fahd Alwatnia, Riyadh, pg. 273

فقلتُ یمینُ اللہِ أبرحُ قَاعِدَاً ...وَلَوْ قطّعوا رأسی لَدَیْكِ وأوصالی [42]

شاعرنے بھی ابرح کہہ کر "لا أبرح" مراد لیاہے اور یہ ثعلب کا مذہب ہے۔

سورۃ یوسف آیت نمبر 85 ﴿قالُوا تَاللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضاً أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهالِكِينَ﴾

کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: "قالُوا تَاللَّهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ قال ابن الأنباری: معناه: والله، وجواب هذا القسم «لا» المضمرة التی تأویلها: تاللہ لا تفتأ، فلما کان موضعها معلوماً خفف الکلام بسقوطها من ظاهره، کما تقول العرب: واللہ أقصدك أبداً، یعنون: لا أقصدك" [43]

یعنی تَاللَّهِ تَفْتَؤُا سے مراد تَاللَّهِ لا تَفْتَؤُا ہے کیونکہ عربوں کے ہاں لا کو حذف کرنے کا طریقہ عام ہے پھر استدلال پر تین مختلف شعراء کے اشعار دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے امرؤالقیس کا مذکورۃ بالا شعر پیش کرتے ہیں۔

فقلتُ یمینُ اللہِ أبرحُ قَاعِدَاً ...وَلَوْ قطّعُوا رَأْسِی لَدَیْكِ وَأَوْصَالی

جس میں شاعرنے ابرح کہہ کر لاابرح مراد لیاہے۔ پھر مخضرمین میں سے عظیم شاعرہ، صحابیہ حضرت خنساء کے حسب ذیل شعر سے استشہاد کرتے ہیں:

فَأَقْسَمْتُ آسَی عَلَی هالك ...أو اسأل نائحة ما لها [44]

اس میں شاعرہ نے آسی سے لا آسی مراد لیاہے یہی امام ابن جوزی کا استشہاد ہے کہ عرب اثبات میں ذکر کرتے ہوئے نفی مراد لیتے ہیں۔ پھر بغیر نسبت کے شعر ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں "وقال الآخر:

لَمْ یَشْعُرِ النَّعْشُ مَا عَلَیْهِ مِن ال ...عُرْفِ وَلاَ الحاملون ما حملوا

تاللہِ أَنْسَی مُصِیبتی أَبَدَاً ...مَا أَسْمَعَتْنی حَنِینَها الإِبِلُ [45]

انسیٰ کہہ کر لاانسیٰ مراد لیاہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ عربوں کے ہاں یہ اسلوب مستعمل ہے۔

(یہ شعر مشہور اُموی شاعر ابو محجن نصیب بن رباح کا ہے۔ دیکھیے: **ادب مصر الاسلامیۃ**، محمد کامل حسین، دار المحرر العربی، (ط2020ء)، ص112، شرح ابن عقیل علی الفیۃ ابن مالک، 1/265، معجم البلدان، الحموی، 3/230، الاغانی، ابو الفرج الاصفہانی، 1/ 282، الأشباہ والنظائر من أشعار المتقدمین، 1/156، میں یہ شعر کثیّر عزۃ کی طرف منسوب ہے۔ کتاب الولاۃ للکندی، میں بھی اسی طرح منسوب ہے دیکھیے: ص66۔ لیکن اس میں صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ نصیب کا شعر ہے کیوں کہ وہ مرثیہ کہنے میں مشہور ہے۔ اور یہ شعر بھی اس نے عبد العزیز بن مروان کے مرثیہ ہی کے لئے کہاہے۔)

3. نتائج بحث:

اس بحث کے دوران ہم درج ذیل اہم نتائج تک پہنچتے ہیں:

1. دین اسلام نے عمدہ اور علمی شاعری کو ممنوع قرار نہیں دیا۔ بلکہ بیہودہ اشعار کی مذمت کی۔

---

42 :Sharh Alfiya Ibn Muati, Shams-ud-Din Ibn Al-Khabaaz, Dar Al-Kitab Alilamiya, P. 117
43 :Zād al-Masīr,P. 714
44 :Al-Andalusi, Ibn Abd Rabihi, Al-Eqd ul-Farid, Dar Al-Kitab Al-Alilmiya, Beirut, 6/31
45 :Adab o Misr Alislamiyah, Mohammad Kamil Hussain, Dar Al-Muharrar Al-Arabi, (2020), P. 112

2. نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور ائمہ مفسرین سے اشعار کی اہمیت منقول و مسلّم ہے۔
3. اہل علم نے عربی لغت اور قرآن فہمی کے لئے اشعار عرب کو ذریعہ بنایا جو انتہائی کارگر ثابت ہوا۔
4. امام ابن جوزی کو اشعار عرب سے شغف تھا اسی بنیاد پر انہوں نے فہم قرآن کے سلسلہ میں شعر پر اعتماد کیا۔
5. امام ابن جوزی کا شعری استشہاد آپ کے ادبی ذوق کی غمازی کرتا ہے۔
6. شعری استشہادات میں امام ابن جوزی کا اسلوب انتہائی علمی اور وقیع ہے۔
7. امام ابن جوزی اکثر اوقات شعر کی شاعر کی طرف نسبت کا ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات بغیر نسبت کے بھی شعر بیان کرتے ہیں۔
8. امام ابن جوزی نے اشعار سے استشہاد میں کئی طریقے اپنائے ہیں، کبھی تو ایک آیت کے تحت ایک ہی شعر ذکر کرتے ہیں اور کبھی ایک لفظ کے معنی میں کئی اشعار سے استشہاد کرتے ہیں۔ اور کبھی ایک ہی شعر سے متعدد آیات کے معانی میں متعدد مقامات پر استشہاد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔
9. نص سے تعبیر نص کے سفر میں امام ابن جوزی کا منہجِ فہم قرآن میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔
10. کسی بھی عربی Text اور اس سے مربوط سیاق Context کو جاننے کے لیے عربی اشعار سے معانی کو جاننے میں مدد ملتی ہے جو بڑی حد تک قابل اعتماد ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)